یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہل حدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہے

R. L. N. 352

اخبار اہل حدیث

مقام اشاعت امرتسر (پنجاب)

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت واشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی الا ضروری ہو

(۲) بیرنگ خطوط معہود واپس ہونگے

(۳) نامہ نگاروں کی خبریں اور مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے

شرح قیمت

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ ... عہ

والیان ریاست سے " ... سے

رؤساء و جاگیرداروں سے " ... للعہ

عام خریداروں سے " ... عار

" " ششماہی کیلئے ... ۱۲

ممالک غیر سے سالانہ ... ۵ شلنگ

اُجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط وکتابت ہو سکتا ہے

ہمہ خط وکتابت و ترسیل زر بنام مالک مطبع اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے

نمبر ۴۳ | مطبوعہ جمعہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ ہجری مطابق ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء یوم آدینہ | جلد ۳

تفسیر ثنائی کے شائق غور سے پڑھیں

تفسیر ثنائی اردو میں قرآن شریف کی تفسیر کے علاوہ مخالفین اسلام اور مخالفین سنت نبی علیہ السلام کی عمدہ طرح سے تردید کیگئی ہے جسکو علماء اسلام نے پسند کرکے اپنی اپنی عمدہ رائیں دی ہوئی ہیں چار جلدیں ۱۲ پاروں تک طبع ہو چکی ہیں اب پانچویں جلد کا انتظام ہو رہا ہے۔ مگر چونکہ روپیہ کی ضرورت ہے۔ اسلئے تجویز ہے۔ کہ ایک مہینہ یعنی اخیر ستمبر تک تفسیر ثنائی کی قیمت میں رعایت کیجائے فی الحال چاروں جلدوں کی قیمت چھ روپیہ ہے لیکن جو صاحب اخیر ستمبر تک خریدینگے۔ ان سے چاروں جلدوں کی رعایتی قیمت چار روپیہ لیجائیگی محصولڈاک علاوہ۔ پس شائقین اس نادر موقع کو ہاتھ سے نہ دیں۔ تفسیر خریدنے کے علاوہ آئندہ جلد کی طبع میں جو امداد پہنچیگی۔ اس میں بھی ثواب کے مستحق ہونگے۔

(ابو الوفاء)

ویدوں کی ابتداء

گذشتہ پرچہ اہلحدیث میں اسکے متعلق ایک مضمون چھپ چکے ہیں جس کے جواب کیلئے وعدہ کیا گیا تھا ناظرین گذشتہ پرچہ کو سامنے رکھکر پڑھینگے تو مزید لطف ہوگا۔

ڈیر اڈیٹر پرکاش! تسلیم۔ میرے مکرم پنڈت چمنداس بی اے نے میرا جواب ۲۰ جولائی کے پرکاش میں دینے کی کوشش کی جو میں ذریعہ آپکو کہیں سفر میں تھا۔ ۱۲ جولائی کو آن کر دیکھا۔ میں پنڈت جی کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے بہت سے مواقع پر خوب کوسا ہے اگر میں یہ کہوں کہ انکے مضمون کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ میں جاہل ہوں بے علم ہوں سنسکرت سے ناواقف ہوں۔ تو غالباً یہ انتخاب بہت زیادہ غلط نہ ہوگا۔ حالانکہ میں انکی غلطی تو نہیں کہتا۔ بلکہ غلط فہمی کہتا ہوں۔ کہ آپ جس وجہ پر مجھ سے ایسے کبیدہ خاطر ہیں۔ وہ سب سے غلط ہیں۔ ایک تو یہ بار بار کہتے ہیں کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ "صاحب" کا لفظ لکھا۔ جس پر آپنے اتنا زور دیا کہ اڈیٹر صاحب کو بیچ میں ہوکر اصلاح کرنے کی ضرورت پڑی حالانکہ وہ اصلاح بھی صحیح نہیں۔ بلکہ اصل قصہ یہ ہے۔ کہ میں اپنا دستخط خاص اصطلاح (د ص) کیا کرتا ہوں۔ اسی دستور سے مضمون مرسلہ میں بھی یہی دستخط تھا (ابو الوفاء ص) جسکو پرکاش کے کاتب یا اڈیٹر نے (ابو الوفاء صاحب) سمجھا اور اسی طرح لکھدیا۔

پس پنڈت جی کو بات ہاتھ آگئی لگے کالموں کے کالم سیاہ کرنے۔

سکا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ مضمون میرے قلم کا لکھا ہوا نہیں ہوتا۔ بلکہ میرے حضور کا نقل کیا ہوتا ہے۔ میں ایکبکر حضور کو نقل کیا ہوا دیتا ہوں پھر دستخط کر دیا کرتا ہوں۔ آج اعلم ایک بات میں پنڈت جی نے مجھے علم منطق سے جاہل بنایا ہے۔ خیر اس کا تو مجھے رنج نہیں۔ اور ہونا بھی نہیں چاہئے۔ کیونکہ سوامی جی تو ویدوں کے منکر کو دہریہ کہتے ہیں۔ اگر آپ نے مجھکو یہ القاب بخشے تو کونسا عجب ہو یہ تو آریہ سماج کا تمغہ ہے مگر افسوس ہو تو یہ ہے۔ کہ آپ خود علم منطق سے ایسے دور ہیں جیسے آفتاب زمین سے۔ دیکھئے تو آپ کیا فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب ذرا آنکھیں کھولکر اس اقتباس کا مطالعہ کریں۔ کیا میں نے جھوٹ تو ہی نہیں تحریر کر دیا۔ کہ ایک ہی وقت میں کے مضامین پر بحث نہیں ہو سکا کرلی۔ اسکا نام عام اصول نہیں رکھو گے۔ اگر اس تحریر میں آپ کا نام پایا جاتا ہے۔ تو اسوجہ سے نہیں کہ آپکو خاص طور پر لزم قرار دیا گیا ہے بلکہ اسوجہ سے کہ اس عام اصول کا اطلاق آپ پر بھی ہوتا ہے۔ مولوی صاحب اگر آپ نے منطق کی کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہوتا۔ تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ عام نتائج کا اطلاق خاص افراد پر کیا جاوے۔ تو بھی عام نتائج عام ہی رہتے ہیں۔ (پرکاش ۲۔ جولائی صفحہ ۳ کالم ۲) اس عبارت کے اصل مضمون میں جو آپ کی غلطی ہے۔ اسکا اظہار تو میں کیا کروں۔ وہ تو سابقہ مضامین میں ناظرین دیکھ چکے ہونگے۔ یہاں پر صرف آپکی منطق دانی کا اظہار کرتا ہوں کہ پہلے تو آپنے کلام کو عام اصول سمجھتے ہیں۔ پھر اسی کو عام نتائج فرماتے ہیں۔ حالانکہ نتائج اور اصول میں اصل اور فرع کی نسبت ہے۔ اصول سے نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔ نہ کہ نتائج خود اصول ہوتے ہیں۔ مگر آپ کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اصول اور نتائج ایک ہی ہیں۔ اسی لئے تو پہلے اصول بولا ہے۔ پھر اسی کلام کو نتائج سے تعبیر کیا ہے۔ اور منطق نہ جاننے کی ڈانٹ مجھے بتلائی ہے آہ ؎

عشق بازی تو نہ جانے اور ہم نادان ہیں
مجھکو کہتا ہے ناصح تو نے کیا سمجھا نہیں

اسی طرح اور بھی بہت سے عنایات جناب کے اس خاکسار پر بیجا ہیں۔ مگر چونکہ آپ بار بار ادہر ادہر کی باتوں کے جواب دینے سے منع کرتے ہیں (گو یہ باتیں آپ نے خود ہی شروع کیں اور خود ہی اسکے مؤید ہیں) اس لئے میں بھی ان سے درگذر کرتا ہوں اور اصل مضمون پر آتا ہوں

(آئندہ سوال درحقیقت ایک ہی تھا۔ مگر آپ نے زبردستی خواہ مخواہ میرے ذمہ تین لگا دیئے ہیں۔ اس لئے میں بھی آپ کی اس مہربانی کو رد نہیں کر سکتا۔ پس میں ان تینوں سوالوں پر گفتگو کرتا ہوں۔

سوال اول:۔ ملہمان وید کی سوانحعمری کا علم۔ اس کا جواب پنڈت جی نے بالکل نفی میں دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ سوانحعمریاں تیار کرنا موجودہ تہذیب کا دستور ہے آپ کے کتنے بزرگوں کی سوانح عمریاں موجود ہیں پہلے بابا آدم اور اسکی چند پشتوں کا ہی خیال کریں۔ کن کن کی سوانحعمریاں آپ پیش کرینگے (پرکاش ۲ جولائی)

اسکا مطلب صاف ہے کہ ملہمان وید کی سوانح عمری کا ثبوت آریہ سماج کے پاس کوئی نہیں رہا۔ سو بات کہ مسلمانوں کے پاس بابا آدم کی سوانحعمری کا ثبوت نہیں نہ سہی اس سے ہمارا کیا نقصان؟ ہم کوئی بابا آدم کی الہامی کتاب آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں؟ کہ ہمیں ان کی سوانحعمری معلوم نہ ہونے سے کوئی نقصان ہو۔ جناب من۔ جب آپ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ ملہمان وید کن خیالوں کے تھے۔ کن اخلاق کے تھے؟ یہانتک کہ وہ اپنے الہام پر خود بھی عامل تھے یا نہیں میرے خیال میں آریہ سماج کی یہ ریگ کی دیوار بہت روز نہیں تک نہ ٹھیر سکیگی کیا ہوا موجودہ نسل نے کسی وجہ سے انکار نہ کیا۔ لیکن آخر ایک زمانہ آویگا۔ اس مسئلہ پر غور کرنے والے

سوال دوئم:۔ کہ آریہ سماج کا خیال ہے۔ کہ وید اور زبان ایک ساتھ نازل ہوئے تھے اس لئے میں نے اس سوال کی توضیح خود ہی کر دی تھی کہ بقول سماج جب ویدوں کا الہام ہوا۔ تو اسی الہام سے زبان جاری ہو چلی تھی۔ اسوقت چار شخصوں نے جو حاضرین کو ان ویدوں کا سنانا شروع کیا۔ اور زبان سنسکرت سکھائی تو کیسے سکھائی۔ صرف ویدوں کے الفاظ ہی سکھلائے یا کوئی اور لفظ اس کے سوا سکھلائے تھے۔ اگر نہیں تو ان کی ضروریات ویدوں کے الفاظ ہی سے پوری ہو جاتی تھیں؟ کیا زبان سنسکرت کے الفاظ ان رشیوں نے انکو کیسے سمجھائے تھے۔ اور خود بھی کیسے سمجھے تھے۔ (وغیرہ دیکھو مضمون سابق) میری اس توضیح پر پنڈت جی پھبتی اڑاتے ہیں۔ کہ ناظرین خود ہی انصاف کریں۔ کہ مولوی صاحب پوچھتے۔ تو یہ ہیں کہ زبان مقدم تھی یا ویدوں کا الہام اور توضیح یوں کرتے ہیں کہ وید اور زبان کا الہام یکبارگی ہوا۔ آپ کو آریہ سماج کا عقیدہ معلوم ہے۔ تو آپ عقیدہ پر اعتراض کریں۔ مگر آپ تو عقیدہ

ahmadimuslim.de

دریافت کرنا چاہتے تھے (دیکھو پرکاش ۲۰ جولائی) خوب کہی آریہ سماج کا عقیدہ تو بیشک معلوم تھا۔ مگر ممکن تھا کہ آپ اپنی ذاتی تحقیق سے یا کسی خاص وجہ سے میرے بتلائے ہوئے عقیدہ کی تفہیم نہ کرتے۔ اس لئے میں نے آپ ہی کو کہلانا چاہا تھا۔ اور توضیح میں اصل سوال کو بھی صاف کر دیا۔ تو کیا گناہ کیا۔ خیر بہرحال پنڈت جی نے اسکا جواب دیا کہ زبان اور وید ایک ساتھ نازل ہوئے۔ رشیوں نے ایشوری گیان اور تفہیم سے الفاظ سنسکرت کے معانی اور صرف و نحو کے قواعد سیکھے اور جو خود زبان سنسکرت کے عالم اور رشی تھے انہوں نے دوسروں کو بھی زبان سنسکرت سکھا کر ان پر مطالب وید بخوبی ظاہر کر دئے (۲۰ جولائی)

چونکہ یہ جواب کافی نہ تھا بلکہ یوں کہئے کہ اس جواب سے اصل سوال کو ایک گونہ تقویت ہوئی۔ اس لئے پنڈت صاحب کو اور جواب کی ضرورت خود ہی محسوس ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

اگر مولوی صاحب نے سنسکرت گرامر یا زبان سنسکرت کی بناوٹ کا مطالعہ کیا ہوتا۔ تو وہ ہرگز ایسا اعتراض یا سوال پیش نہ کرتے۔ مولوی صاحب کو واضح ہو۔ کہ زبان سنسکرت کے الفاظ محدود اور معدود نہیں ہیں بلکہ الفاظ سنسکرت کے مادے یعنی مصادر وغیرہ مقررہ تعداد کے ہیں۔ سنسکرت گرامر کے ماہرین جتنے لفظ چاہیں مادوں سے خود بخود بنا سکتے ہیں۔ رشیوں کے مطالب کیواسطے ویدوں کے الفاظ کافی سے بھی زیادہ تھے۔ کیونکہ الفاظ سنسکرت کے مادوں کی تعداد ویدوں کے الفاظ کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ چونکہ وہ چار رشی ایشوری گیان اور تفہیم سے الفاظ کے مادوں سے آشنا اور ویاکرن میں ماہر ہو گئے۔ اس لئے انہوں نے حسب ضرورت مادوں سے نئے الفاظ بنا لئے۔ اور لوگوں کو سکھائے۔ وہ لوگ گرامر وغیرہ پڑھ کر خود بھی الفاظ بنا لینے کے قابل ہو ان چار رشیوں کے سوائے اور کسی کو ویدوں یا زبان سنسکرت کا الہام نہیں ہوا اور نہ ہی کسی ایسے الہام کی بعد ازاں ضرورت تھی۔

ناظرین:- ذرا پنڈت جی کی کتھا خوب غور سے سنئے۔ میں آپ کی خاطر پنڈت جی کی تقریر کو فقروں میں ادا کرتا ہوں۔

(۱) فقرہ اول زبان سنسکرت کے مصادر محدود ہیں۔ مگر الفاظ محدود نہیں۔

(۲) چونکہ رشیوں کو ایشوری تعلیم سے سنسکرت کی گرامر (صرف و نحو) وید میں سکھائی تھی۔

(۳) سنسکرت گرامر کے واقف جتنے الفاظ چاہیں مصادر سے بنا لیتے ہیں۔

(۴) ملہموں کے مخاطب بھی سنسکرت گرامر سے واقف تھے۔ بس یہ چار فقرے آپ کی تقریر کا لب لباب ہیں۔ گو آپ کے چاروں فقرے بجائے خود بحث طلب ہیں لیکن اگر میں ان چاروں کو صحیح بھی مان لوں۔ تو میرے سوال سے ان کو اتنا بھی تعلق نہیں جتنا کہ کسی مولوی صاحب نے کسی بے نماز سے کہا۔ کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے اس نے کہا سنئے ایک دعوت کر دی تھی۔ تو گویا نماز کو ٹال دیا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا اسے میرے سوال سے کیا تعلق۔ بولا تعلق ہو یا نہ ہو۔ مگر بات سے بات نکل آتی ہے۔ یہی حال پنڈت جی کی اس ساری تقریر کا ہے۔ میرا سوال تو یہ تھا کہ رشیوں نے جو حاضرین کو ویدوں کو سنانا شروع کیا اور زبان سنسکرت سکھائی۔ تو کیسے سکھائی۔ اس اعتبار سے ساری گفتگو کا مدار آپ کے فقرہ نمبر ۴ پر ہے کہ رشیوں کے مخاطب بھی سنسکرت گرامر سے واقف ہو گئے تو کیسے ہو گئے تھے۔ رشیوں نے ان کو گرامر کیسے سکھلائی تھی۔ اور وہ رشیوں کی تعلیم کو کیسے سمجھ سکتے۔ اسکا ثبوت آپنے آجتک نہیں دیا۔ اگر دیا ہو تو براہ مہربانی حوالہ دیکر اس مضمون کو نقل کر دیجئے میں غور کرونگا۔ مگر میں آپ کی توجہ ایک طرف رکھنے کیلئے آپ ہی کے الفاظ نقل کر دیتا ہوں۔

"ادہر ادہر دہلکنے کی بجائے باقاعدہ بحث کرنا سیکھیں"

پرکاش ۲۰ جولائی صفحہ ۱۳ کالم ۲۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو خطرہ ہے کہ میں پہلے چاروں فقروں کی تردید میں مصروف ہو جاؤں۔ پھر آپ کا کام اور بھی الجھ جائیگا۔

سوال سوم یہ تھا کہ جن لوگوں کو ملہمان وید نے وید سنائے ان مخاطبوں کا یقین کیونکر آیا کہ یہ واقعی ملہم ہیں۔ اس سوال کے جواب میں پنڈت جی بہت خفا ہوئے ہیں۔ کہیں منطق سے ناواقف کہیں علم تاریخ سے جاہل فرماتے ہیں جتنی رسالہ میں مگر یہ کیا تھے کہتا ہوں۔ مگر افسوس کہ علم تاریخ سے مجھے تو ناواقف لکھا۔ لیکن خود بھی کوئی جامع و مانع تعریف علم تاریخ کی نہ بتلائی بار بار اپنے مخاطب کو ہر بات میں ناواقف لکھا۔ شاید آریہ سماج کی اصطلاح میں بہت ہی ضروری ہے۔ مگر افسوس۔

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی نہ دیکھیں شاید
وہ جب آئینہ دیکھینگے تو ہم ان کو بتا دیں گے

آپ کا یہ انداز اس فقرہ پر ہے کہ "ایشوری گیان وید پڑھکر لوگوں کی حالت بدل گئی"؟

ahmadimuslim.de

بہت خوب مگر اس کو سوال سے کیا تعلق۔ سوال تو یہ تھا۔ کہ ابتدائی حالت میں جبکہ وہ ابتدائی حالت میں حیوانوں کی طرح بے سمجھ تھے۔ قرآن کو ایسے باریک مسئلہ کو کیونکر علم ہوا۔ کہ الہام بھی کوئی چیز ہوتا ہے۔ اور ہو شئی الشوری الہام سے بہرہ ور ہیں۔ کیا ویدوں کا کوئی منتر آپ اس دعوی پر پیش کر سکتے ہیں کہ ابتدا میں جو زبان سکھلائے وہ الہام آلٰہی ان سے بولتا ہے لیکن اس کا آپ کا دعوی ثابت نہیں ہوگا۔

مجھے خطرہ ہے کہ میں طول صحبت کی وجہ سے ناظرین کے ملال طبع کا باعث نہ ہوں۔ اس لئے اب میں سلام کر کے رخصت ہوتا ہوں کہ

یہ بھی جھوٹا میرے دعوی بھی اس پر چھوڑ
تو بھی سچے سہی اسباب کا جھگڑا کیا ہے

میں ہوں آپ کا خادم

(ابوالوفا ثناء اللہ مولوی فاضل امرتسری)

ایک آریہ کا سوال

ایک شخص آریہ یہ اعتراض کرتا ہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ جو نماز میں پڑھتے ہیں۔ تو آپ شرک کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ کہتے ہیں۔ کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرنی چاہئے تو کیا وجہ ہے۔ کہ تم نماز میں محمد صاحب کی پرستش کرتے ہو۔ اور ایک مسلمان جسکو کہ مسلمان کہنا ہی کفر ہے یعنی عبد اللہ چکڑالوی کا یہ کہنا ہے جب تم کسی مسجد میں یا شیخ عبد القادر کہتے ہو تو دیکھتے ہو۔ تو تم فوراً کہہ دیتے ہو۔ کہ کیسی شرک کی بات ہے۔ تم نماز میں شرک کرتے ہو۔

مہربانی فرما کر اسکا جواب تحریر فرمادیں۔ (خریدار اخبار)

جواب بیشک خدا کے سوا کسی کی پرستش بھی جائز نہیں مگر جس لفظ کو سائل نے پیغمبر خدا کی پرستش سمجھا ہے وہ پرستش کا لفظ نہیں بلکہ پیغمبر خدا کے لئے دعا ہے یعنے اسکا مطلب یہ ہے کہ خدا کی طرف سے آپ پر رحمت نازل ہو۔ اس سے تو ثابت ہوا۔ کہ یہ لفظ بلکہ توحید کا مؤید ہے کیونکہ اتنے بڑے درجہ کے پیغمبر ہیں ان کے لئے دعا خدا سے طلب ہوتی ہے۔ ہاں اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کی استدعا کیجاتی تو شرک لازم آتا۔ یہیں چکڑالوی معترض کا جواب بھی اسی سے حاصل ہے۔ کیونکہ جو لوگ شیئاً للہ شیخ عبد القادر پڑھتے ہیں وہ تو حضرت شیخ عبد القادر سے دعا کرتے ہیں۔ انہی سے مانگتے ہیں۔ ان الفاظ کا ترجمہ یہی ہے کہ شیخ عبد القادر واسطہ اللہ کے لئے مجھے کچھ دیجئے۔ چونکہ ان الفاظ میں ایک بندے سے استدعا ہے اسلئے شرک ہے۔

البتہ یہ سوال باقی ہے۔ کہ ایہا النبی میں خطاب کس کو ہے اور کیا پیغمبر خدا حاضر ہیں۔ جو اس خطاب کو سنتے ہیں۔ اسکا جواب ایک تو یہ ہے۔ کہ حدیث بخاری میں ابن مسعود کی روایت ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تو ہم اس لفظ کو السلام علی النبی پڑھا کرتے تھے یعنی بجائے مخاطب کے غائب کے صیغے سے پڑھا کرتے تھے۔ پس اس لفظ سے تو اعتراض کی جڑ ہی اکھڑ جاتی ہے دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ اس لفظ سے مراد خطاب نہیں ہے۔ بلکہ دعا بصیغہ خطاب ہے۔

مدرسہ احمدیہ آرہ

کے گذشتہ سالانہ جلسہ کو سال ہونے کو ہے مگر افسوس ہے کہ آج تک اس جلسہ کی کیفیت بھی شائع نہیں ہوئی۔ مولانا عبد العزیز صاحب مہتمم مدرسہ کی خداداد قابلیت سے ایسی سستی اور کاہلی خلاف شان ہے۔ ہمارے خیال میں مدرسہ کے دفتر کا شاف جیسا چاہئے نہیں ہے یہی باعث ہے کہ مولانا موصوف کو اپنے کاموں میں ذرہ سی عدیم الفرصتی ہوتی ہے۔ تو دفتر کا سب کام خراب ہوتا ہے۔ رمضان سر پر ہے۔ مگر ابھی تک آئندہ جلسہ کے متعلق کوئی اشتہار نہیں نکلا۔ وہ بھی تو ہم جیسے ہی آدم ہیں جنکے ہاتھ میں ملکوں کا نظم و نسق ملکی اور جنگی باحسن وجوہ انجام پاتا ہے۔ جلسے کے لئے دہلی میں تخفیف کرایہ کی درخواست

پنڈت دیانند کی علمیت کا خاکہ

(نامہ نگار ذمہ وار نہیں)

ابطالِ قدامتِ مادہ

چونکہ ہمارے معزز ناظرین پنڈت جی کو بخوبی واقف ہیں اسلئے اینجانب انٹروڈیوس کو غیر ضروری سمجھکر مطلب اصلی کو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ بات بلا کسی اختلاف کے مسلمہ فریقین ہے کہ پنڈت دیانند جی عربی فارسی۔ اردو۔ انگریزی وغیرہ دیگر زبانوں سے محض ناآشنا تھے اور بقول بعض اہل فہم و ذکا سنسکرت بھی کچھ یونہی ٹوٹی پھوٹی جانتے تھے۔ انہی وجوہ سے نہ صرف دیگر مذاہب پر حملہ کرنے میں قدم قدم پر ٹھوکریں

نصیب ہوئی ہیں۔ بلکہ وید کے بھاشیہ اور ستیارتھ وغیرہ کی تصنیف میں بھی دیگر بزرگان ہنود سے نرالی اور جدا روش اختیار کر کے فقرہ فقرہ پر ٹھوکر کھائی ہیں۔ ستیارتھ پرکاش کو خود اپنی ہی حیات میں متعدد مرتبہ ترمیم و تنسیخ کر کے چھپوایا تھا۔ مگر خوش قسمتی سے (گو آریہ لوگ ہر سال تصحیح کر کے چھپواتے ہیں) ہنوز نادرست اور غیر صحیح ہے دیگر اقوام کے علاوہ خود گروکل کے طلباء معترض ہیں۔ اگر آریہ بھی گو ظاہر نہیں لیکن دلی زبان سے ضرور معترف ہیں البتہ بعض مشور ہو بھی ہوتے ہیں۔ مگر اب ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے یہ ادعاء ہنود نے اپنی متعدد تصانیف میں دیانندی علم و عقل کا نقشہ دکھلایا ہے۔ جن حضرات کو شوق ہو وہ جگت پرشاد مراد آبادی کی تصانیف کا مطالعہ کریں اور اخبار سناتن دہرم گزٹ لاہور دیکھا کریں۔ اہل اسلام نے بھی اپنی تصانیف میں دیانندی اغلاط کو طشت از بام کیا ہے۔ علم و لیاقت کا فوٹو کھینچا ہے خاکسار کو مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب اور مولانا ابو رحمت حسن صاحب کی تصانیف بالخصوص ہمارے شیخ عبدالعزیز صاحب المعروف شیر کیان بابو جگہ مباحثہ ورما آریہ اور [illegible] کی تحفہ آریہ سماج و حرف آریہ سماج کی پول دیکھنا چاہئے"۔ جس سے بخوبی اظہر من الشمس ہو گا۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کس لیاقت کے پنڈت تھے اور آریہ سماج نے کونسا درجہ دے رکھا ہے۔

انجانب بھی اسوقت ایک ایسا مسئلہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں جس سے نہ صرف دیانند کی علمی لیاقت پر روشنی پڑیگی بلکہ یہ بھی معلوم ہو گا۔ کہ سوامی جی کی تعلیم وید کے بھی برعکس (خلاف) ہے۔ پس سنئے۔ دیانندی تعلیم آریہ سماج کا عقیدہ ہے۔ کہ تین پدارتھ (اشیاء ازلی و ابدی ہیں)۔ "کون تین؟" ایشور۔ جیو۔ پرکرتی اگر ان تین میں سے ایک کا وجود بھی مفقود ہوتا۔ تو آج اس عالم کا وجود بھی موجود ہوتا۔ ایشور بلا مدد روح و مادہ کے کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن ہمارے ناظرین ذرا غور سے دیکھیں کہ دیانند جی کی یہ تعلیم وید مقدس کے بالکل خلاف ہے ملاحظہ ہو۔ رگوید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۷۔ منتر ۱۔

اسوقت یہ ذروں سے ملکر بنی ہوئی دنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اوسوقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے است یعنی شونیہ آکاش بھی نہ تھا۔ کیونکہ اوسوقت اوسکا کچھ کاروبار نہیں تھا۔ اسوقت ست پرکرتی یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں۔ وہ بھی نہ تھی اور نہ پرمانو (ذرے) تھے جو آکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اوسوقت پرمیشر کی سامرتھیہ (قدرت) جو نہایت لطیف اور تمام کائنات سے بڑھ کر بے علت ہے۔ موجود تھے۔ صبح کیوقت جو کہر دہوئیں کیطرح پڑتی ہے اُس میں خفیف سی رطوبت ہوتی ہے جس طرح اُس رطوبت سے زمین نہیں ڈھک سکتی ہے اور نہ ندی یا نالہ چل سکتا ہے کیونکہ اُسمیں پانی ہی کتنا ہوتا ہے۔ اور کیا بساط اوسکی ہوتی ہے جو کسی چیز کو ڈھانپ سکے اوسیطرح کوئی پرمیشور کا آورک یعنی ڈھانپنے والا نہیں۔ کیونکہ اوسکے سامنے سب ہیچ و ناچیز ہیں۔ تمام کائنات اوسی کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے پر اُس برہم کے سامنے اوسکی کیا ہستی اور حقیقت ہے کچھ بھی نہیں اسلئے اُس برہم کو کوئی شئے نہیں ڈھانپ سکتی۔ یہ تمام کائنات اوس غیر متناہی برہم کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ مگو یہ بھاشیہ اردو "ستیارتھ" گرنتھ دیانندی ترجمہ ہے جسمیں لیپا پوتی کرکے بہت کچھ رنگ آمیزیاں کی گئیں ہیں لیکن تاہم مصنف کا مدعا بتلانے میں صاف ہے کہ پیدائش عالم سے پیشتر آسمان و زمین روح و مادہ وغیرہ کسی چیز کا بھی وجود نہ تھا۔ پرکرتی تو غیر ست پرکرتی غیر محسوس علت بھی نہ تھی۔ مگر یہ کہ کوئی چیز نہ تھی اوسوقت ایشور نے محض اپنی قدرت سے اس عالم کو پیدا کیا۔ اور قدرت بھی کونسی قدرت نہایت لطیف اور تمام کائنات سے برتر بے علت جسکو یعنی محض کیا ہے لکھا ہے۔ پھر مصنف نے مثال بھی دی ہے۔ کہ جس طرح کہر کی رطوبت سے زمین نہیں ڈھک سکتی ہے اوسیطرح کوئی شئے پرمیشور کو نہیں ڈھانپ سکتی۔ کیوں (مصنف ہی کا جواب) اوسکے سامنے سب ہیچ و ناچیز ہیں تمام کائنات اُسی کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ پس سمجھ لو۔ کہ اُس برہم کے سامنے تمام چیزوں کی کچھ بھی ہستی و حقیقت نہیں ہے ست نیست و نابود ہیں۔

اب انجانب ناظرین کی تفریح طبع اور بغرض اظہار علمیت پنڈت دیانند صاحب پنڈت صاحب کا حاشیہ بھی جو اس منتر پر چڑھایا ہے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں۔ کہ "پھر اس پرمیشور نے جو سب کا مالک اور سبکو قائم رکھنے والا اور فنا کرنیوالا ہے پرکرتی سے اس عالم محسوس کو بنا کر ظاہر کیا۔ ناظرین وہی مثل ہوئی ایک صاحب نے اپنی طوطی کو "در ایں چہ شک" سکھلایا تھا۔ وہ ہر موقع پر اسکو استعمال کرتے تھے جہاں کسی نے کوئی سوال کیا۔ اس نے کہا "در ایں چہ شک" وہی حال ہمارے پنڈت صاحب کا ہے۔ منتر میں تو پرکرتی کی نفی کرکے صاف صاف لکھا ہے۔ کہ ایشور نے اس عالم کو اپنی لطیف یعنی محض قدرت سے

پیدا کیا ہے۔ آپ حاشیہ چڑھاتے ہیں کہ پرکرتی سے بناکر ظاہر کیا۔ قربان جاؤں
اس لیاقت و علمیت پر مگر ہاں تم مجبور ہی ہو۔ تمہارا کوئی قصور نہیں۔ تمکو
تو سب ہرا ہرا نظر آتا ہوگا۔

لیجئے ناظرین میں آپ کی خاطر سے ایک اور منتر نقل کرتا ہوں جو اپنا مطلب
بتلانے میں اس سے بھی مشہور ہے۔ اتھر وید کانڈ ۱۰ انو واک ۴ منترہ منتر ۲۴
ملاحظہ ہو۔

پرکرتی وغیرہ اعلیٰ و لطیف کائنات اور گھاس میں جیو و کیڑے مکوڑے
وغیرہ ادنیٰ مخلوقات نیز انسان کے جسم سے لیکر اکاش تک متوسط درجہ
کی کائنات کو بموجب قسم کی دنیا پر چاہتی سے اپنی قدرت یعنی علت سے
پیدا کیا (دیبو سماصفت)

اس منتر کے ترجمہ میں پنڈت جی نے قدرت کو علت تسلیم کیا ہو قدرت کرا گئے
یعنی علت ہے مگر کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ اس منتر سے بخوبی ثابت ہو کہ پرکرتی (مادہ)
بھی مثل دیگر مخلوقات کے ایشور کی قدرت سے پیدا شدہ ہے۔ اب رہا یہ امر کہ
قدرت ہی علت ہے پنڈت صاحب کے علم و فضل کا نمونہ ہے خوب یاد رکھو
کہ جس طرح ہاتھ پیر ناک کان انسان سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ اسی طرح
قدرت بھی ایشور سے علیحدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ قدرت اللہ جل شانہ کی خاص
صفت ہے۔ اسکو اس سے علیحدہ ماننا جہالت ہے۔

اب ہم اپنے معزز ناظرین سے رخصت ہوتے ہیں کیونکہ ہم نے بخیال خود نیس
اس مختصر مضمون سے پنڈت دیانند صاحب کی علمیت کو بخوبی ظاہر کر دیا ہے
اور کما حقہ یہ بات ثابت کر دی ہے کہ پنڈت صاحب کی تعلیم وید مقدس کے
مدعا کے (خلاف) ہے (باز ندہ صحبت باقی)

(خادم اسلام عاجز احمد اللہ از دہرہ دون)

فرقہ چکڑالویہ کا بطلان

میرے پیارے ناظرین! زمانہ جتنا جوں جوں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے دور ہوتا جاتا ہے اسی طرح سے
نئے رنگ نئے ڈھنگ نئی گت نئی طرز پیدا کرتا جاتا ہو کسی زمانہ میں فرقہ
چشتیہ کا موجود ہوا جس میں گانا بجانا جائز اور حال آنا لازمی ٹھہرا کسی زمانہ میں
رفاعی رہا۔ تو کسی زمانہ میں نقشبندی اور کسی زمانہ میں رافضی تو کسی زمانہ میں
خوارج۔ معلوم نہیں۔ ان سب مذاہب اور دیگر جارمنی فرقوں کی اسلام میں
کیا ضرورت تھی یا یہ واجب تھے۔ جو اختیار کئے گئے یا کئے جاتے ہیں اور
کیا اب نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں کئی ایک فرقے موجود ہیں کہیں فرقہ
قادیانیہ ہے تو کہیں فرقہ لوبانیہ تو کہیں فرقہ چکڑالویہ غرض زمانہ جس طرح
زمانہ آنحضرت سے دور ہوتا جاتا ہے۔ اسی طرح باطل مذاہب و فرقے شیوع
کرتے جاتے ہیں۔ حضرات۔ اب میں اس تقریر کو ان سب مذاہب باطلہ
متبدعہ کے بطلان پر ختم نہ کرونگا بلکہ مجھکو مقصود اس تقریر سے فرقہ چکڑالویہ
کا بطلان منظور ہے اور ان کے زعم باطل کی اچھی طرح خبر لینا۔ اسی لئے
آئندہ تقریر کل فرقہ چکڑالویہ کے رد پر مبنی ہوگی۔ ملاحظہ ہو۔ پیارے دوستو!
اس فرقہ چکڑالویہ کا اصول یہ ہے۔ کہ صرف قرآن پر عمل کریں اور وہ نہیں الکلام
پر جو کلام شریف میں موجود ہیں اور حدیث رسول اللہ کے ماننے کی ضرورت
نہیں (نعوذ باللہ) گویا یہ لوگوں نے اپنے کو اہل قرآن بنایا نہ اہل حدیث
یہاں اعتراض کرینگے۔ کہ تم اہل حدیث ہو۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم
قرآن کو نہیں مانتے۔ جیسے یہ فرقہ باطل اہل قرآن جو حدیث کو نہیں مانتا۔ یہ
خیال غلط ہے۔ حدیث پر عمل کرنیوالے اہلحدیث قرآن پر اول عمل کرتے ہیں
اور اپنا نام اہل حدیث اسلئے رکھا۔ اور اہل قرآن اس لئے نہیں کہ حدیث
تفسیر قرآن مجید کی ہے۔ جب کوئی شخص کسی خاص کتاب کی تفسیر کا عامل
ہے تو وہ بدرجہ اولیٰ و اعلیٰ اصل خاص کتاب پر عمل کریگا۔ بخلاف اسکے کہ قرآن
تفسیر حدیث کی نہیں ہے اسلئے وہ فرقہ جو قرآن پر صرف عمل رکھتا ہو وہ گمراہ
ہے حدیث سے بے نصیب محروم۔ خیر میں اپنی پہلی تقریر پر عود کرتا ہوں۔
قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور حدیث رسول کا کلام ان دونوں کلاموں کی
نسبت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من اطاعنی فقد
اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ۔ جس نے میری اطاعت کی گویا
اس نے خدا کی اطاعت کی اور جو میری نافرمانی کی گویا اس نے خدا کی نافرمانی کی
اطاعت و نافرمانی کا ہے کی ہے احکام خدا و رسول کی جانب معلوم ہوتا ہے
کہ جو خدا کا کلام ہے۔ وہی رسول اللہ کا کلام ہو جسکو رسول اللہ نے لیکر مخلوق
میں پہنچایا اور جو کلام رسول ہے۔ وہ کلام خدا جسکی جامع میں جہالت کیگئی
جیسا کلام خدا پر عمل لازم و واجب ہے۔ اسیطرح کلام رسول پر۔ اس میں شک
نہیں کہ خدا کا کلام مکمل ہے۔ مگر اسکی مکمل کر۔ اور زیادہ مکمل تشریح سے آن کی

ahmadimuslim.de

سمجھانے والے تھے جنہیں ایک تفسیر پیش کیجاتی ہے مثلاً جانماز الاقلب کی آیت قرآن شریف میں موجود ہو اوسکی پوری حالت کوئی بیان نہیں کرسکتا جبتک کہ حدیث کو نہیں دیکھیگا - یا وضو کی آیت موجود ہے - فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین منہ کو دہو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک - حضرت نے اس آیت کی تشریح یوں کی کہ ہاتھ پہنچوں تک بھی دہونا اور سر کانوں کا مسح کرنا وغیرہ - حاصل اس طرح کی تشریح وتفسیر کا نام حدیث ہے - اسی لئے لازم ہے کہ حدیث پر عمل کرو - اگر اسکی تفسیر جو حدیث ہے - اسپر عمل نہ ہو - تو صرف قرآن کا عمل بیکار ہو - اور کبھی ممکن نہیں کہ قرآن سمجھ میں آجاوے - اگر قرآن مجید بغیر حدیث کے سمجھ میں آتا ہے یا تھا تو نعوذ باللہ حضرت کا سب کو نماز وغیرہ وضو کے ارکان بتلانا بیکار تھا کیونکہ اہل عرب قرآن کو اپنی زبان ہونیکی وجہ سے بطریق اعلیٰ جلد سمجھ سکتے تھے معلوم یہ ہوتا ہے اگرچہ قرآن شریف بالکل صریح روشن کہلاتا ہے مگر پھر بھی ضرورت اور تشریح سے سمجھانے کی تھی - جبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی ایک ارکان کئی ایک باتیں سکھلائیں - کیا یہ فرقہ اچکڑالویہ حضرت کو خدا کے کلام کا مسرف سمجھا کیا یہ فرقہ حضرت کو خدا کا دشمن سمجھا - جو خود اپنی نماز علیحدہ بنائی - ہر طرز اسلام کو علیحدہ کیا - بیں از حد پریشان و حیران اُن کی عقلوں پر ہوں - مگر ہاں حیران نہ ہونا چاہئے - کیونکہ اس فرقہ کی صداقت و پیش گوئی حدیث سے ملتی ہو کہ ایسا فرقہ جو صرف خدا کے کلام کو ماننے والا ہوگا - اور رسول اللہ کے کلام کی کچھ پرواہ نہ کریگا - موجود ہوگا جیسے ابن ماجہ میں ہے عن المقدام بن معدی یکرب الکندی ان رسول اللہ قال یوشک الرجل متکئا علی اریکتہ یحدث بحدیث من حدیثی فیقول بیننا وبینکم کتاب اللہ عزوجل فما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمناہ الا وان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ (ترجمہ) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قریب ہے ایک مرد مغرور تکیہ نشین ہوگا - وہ کہیگا کہ ہمارے تمہارے درمیان خدا کی کتاب ہے - جو کچھ ہم اُسی میں سے حلال و حرام پائیں گے آگاہ رہو مطلع رہو - جس چیز کو رسول اللہ نے حرام کیا مثل حرام کرنے خدا کی ہے - معزز دوستو ایسے ہی لوگ دشمن و منکر رسول ہیں نہ وہ لوگ جو قرآن کو اور اپنا جان اور حدیث کو اپنا دل بنا رکھا ہے - اب تم نے دیکھا اس حدیث کو کہ اسمیں کیوں اور کیسی اور کس طرح پوری صداقت اس فرقہ کو دی گئی ہے

اور کیا پیارا ارشاد کلام رسول اللہ کا ہے اور کیا پیاری پیشین گوئی ہو جو اس فرقہ کی پوری حالت پر نبھ گئی - ناظرین اکثر علماء نے تو لکھا ہے کہ حدیث رسول اللہ کیا ہے - وہ بھی ایک وحی سری ہے جیسے قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے - وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی اسوجہ سے بھی حدیث پر عمل لازم ہے - معزز بھائیو! حاصل یہ فرقہ وہی فرقہ ہے - جسکی خبر آنحضرت نے دی تھی - اور اس فرقہ کا اصول وہی اصول ہے جس سے انکار رسول اللہ کا لازم و صادق آتا ہے اور یہ وہی فرقہ ہے - جو خدا اور رسول دونوں کی درگاہ سے راندہ ہوا ہو - کیونکہ حکم ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول نہ صرف اطیعوا اللہ غرض ایسے کئی ایک فرقہ بھی اور پیدا ہونگے - انہیں فرقوں پر ختم نہیں ان سب جھگڑوں سے بچنے کیلئے وہی اصول اہلحدیث کا بہتر اصول ہے کہ قرآن کلام خدا پر عمل ہو اور نیز حدیث کلام رسول پر - قرآن وحدیث میں نسبت مساوات کی ہے - قرآن حدیث کیلئے لازم تھا - اور حدیث قرآن کے لئے اور جو کچھ بیچ میں رہو وہ قرآن ہو - اہلحدیث نہ فرقہ چکڑالویہ کو زیب میں آیئنے قادیانہ کو نہ حنفیہ کے نہ دیوبندیہ کے نہ اور وہ بڑے مذاہب کے ؎

ابو نعیم — ہر آنچہ شرط وفا بود با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال
حیدرآبادی

قابل توجہ جماعت اہل حدیث

ناظرین خوب واقف ہونگے - جماعت اہلحدیث یہ وہی جماعت ہے جس نے کلام خدا و کلام رسول پر عمل رکھا - نہ زید و بکر کے اقوال کی کوئی پرواہ نہ کی - کلمہ کی پوری تصدیق کی خدا کو ایک جانا اور جیسے خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا اسیطرح رسول اللہ کی اطاعت میں کسیکو مطلقاً شریک نہ کیا بلکہ محض اور خالص محمدی بن کر خاص اطاعت رسول اللہ پر کمربستہ رہی - اور ہے ایسی پیاری جماعت کی ترقی ضروری لازمی ہے - اور ایسے پیارے اصول کی اشاعت واجب و فرض ہے اور اس اصول کی اشاعت کرنیوالے کون ہونگے یہی جماعت اہل حدیث تو معلوم ہوا - کہ اشاعت جہانتک حتی الوسع ممکن ہو - جماعت اہل حدیث پر فرض ہے اور ترغیب سنت رسول اللہ کی لازم - تقلید کا جوش جو ہمارے مقلدین میں جوش زن ہے حق ترغیب سنت سے دفع کیا جاوے - اگرچہ ہمارے مقلدین کو رنج لگے - غرض اپنے مذہب کی اشاعت کرنے میں دریغ نہ کریں - کوشش کرتے رہیں اور کرنا بھی چاہئے مگر افسوس ہے کہ بھائی اہلحدیث کو ادھر خیال بھی نہیں ہوتا کہ سنت کی اشاعت

ahmadimuslim.de

کریں۔ معلوم نہیں کہ کیوں یہ سستی اور کاہلی بھائی اہل حدیث میں آ گئی ہے۔ رسول کا جھگڑالو ہی گئی کو اپنا کیا رسول کا تابعدار ہی ذی گئی ایک گمراہ اپنا کیا۔ مگر وہ جماعت جو صحیح وسالم سنت رسول پر کما حقہ قائم ہے کس وجہ ترقی نہیں کر رہی۔ وجہ یہ کہ وہ خودسست ہیں مصلحت میں کبھی بھی ترقی کا خیال نہیں کرتے۔ اے پیارے معزز محمدی بھائیو! جب تم محمدی بنگئے ہو۔ تو پھر کیوں اپنے دوسرے بھائیوں کو محمدی بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسکی ترقی کے لئے اور اسکی ترقی کی ترکیب میں بہ پیش خدمت معزز برادران جماعت اہل حدیث کرتا ہوں۔ ذرا غور کریں میری رائے میں اسکی ترقی جبتک نہ ہوگی۔ جبتک کہ ہم سب متفق ہو کر کسی ایک کو اپنا پیشوا نہ قرار دینگے۔ ہماری جماعت کے بڑے بڑے علماء اہلحدیث تو موجود ہیں منتخب کسی ایک کو کر لیا جائے۔ جیسے شیخ المحدثین فاضل اجل مولوی محمد بشیر صاحب دہلوی مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دوسرے بہت سارے علماء ہیں۔ مگر میرے نزدیک مناسب پیشوائی کے لائق ایسا شخص ہونا چاہئے جو کاروبار میں چالاک ہو۔ اور جو جماعت اہل حدیث کا ہوشیار ہو۔ میری نظر میں اگرچہ بڑے بڑے علماء ہیں۔ مگر ہوشیار عالیجناب مولانا مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب محدث[1] ہی ہیں۔ اگر مولوی صاحب ممدوح ہی منتخب کئے جائیں۔ تو بہتر ہے کہ مولوی صاحب اپنے دفتر اہلحدیث میں تمام ہند کے اہلحدیث کا نام درج کر رکھینگے۔ اور درج رکھنا ضروری ہوگا۔ جب کل نام درج رہینگے۔ تو آپس میں بذریعہ خط و کتابت ہوگی۔ اتفاق بڑھیگا۔ اتفاق کے پیدا ہونے سے سنت رسول اللہ بھی ترقی کریگی۔ سارے علماء اہل حدیث و دیگر اہلحدیث اس میری تحریر کو قصہ کے طور پہ ملاحظہ نہ فرمائے۔ غور کیجئے اور ضرور میری رائے کیسا تھ متفق ہو کر ترقی و اتفاق و منتخب کرنے کی کوشش کیجئے۔ اور رائے نامہ نگاران اہلحدیث اور رائے ناظرین اہلحدیث ضرور متفق ہو جائیو۔ کوشش ترقی کی ہو جائے۔ اور ان پیارے علماء سے جن کے اسماء گرامی مذکور ہوئے ہیں۔ التماس ہے کہ اپنی اپنی رائے بہت جلد بذریعہ اخبار کے مطلع کرتے ہیں۔ اور کریں۔ بھائیو! کبتک اپنی جماعت میں یہ سستی رہیگی۔ تمکو کسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں صرف [illegible] نبی رسول پاک کی سنتوں کی ترقی چاہو۔ اپنے مذہب کی ترقی کے کو [illegible] کے متعلق بہم ہم تحریک کر [illegible] ناظران اہل حدیث کی رائے۔

[illegible] ابو النعیم محمد عبد العظیم حیدر[illegible]

(ایڈیٹر) اتنے کام کے [illegible] ضرورت ہو۔ مدت سے یہ تجویز [illegible]

[1] میں اس لقب کا مستحق نہیں۔

میں بالپ ہو چکی ہو۔ گر کوئی صاحب کہیں سفر میں جانا چاہیں اور ان کو وہاں مسافری میں واقفی کی ضرورت ہو۔ تو دفتر اہلحدیث سے سفارشی خط لکھا لیں۔ چنانچہ بعض احباب نے اسپر عمل کیا اور آرام پایا۔ ہاں ساری قوم ایک کو دینی سردار بنائو تو کچھ کام ہی کیا۔

اخبار مسافر آگرہ کی باغیانہ تحریر

قابل توجہ ہمدردان ملک

یوں تو آج کل آریہ سپوتوں کے جو کچھ تیور بدل رہے ہیں کسی اہل عقل پر مخفی نہیں۔ پچھلے دنوں ۲۷ اپریل کو آریہ اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر نے صاف لکھدیا تھا کہ اب گورنمنٹ کو ہم سے کوئی توقع نہ رکھنی چاہئے جسکا ذکر اہلحدیث مورخہ ۲۵ مئی سنہ رواں میں بعنوان "اب آریہ جہاد کرینگے" ہو چکا ہے۔ مگر آج جو مسافر آگرہ کی ایک تحریر ہم نقل کرکے ہمدردان ملک کو توجہ دلاتے ہیں۔ وہ واقعی ایسی ہے کہ اگر اسکو گہری نظر سے دیکھا جائے تو ۱۸۵۷ء کے غدر کی سی عفونت اس میں سے آتی ہے۔

مسافر مذکور ۲۳ اگست سنہ رواں کے پرچہ میں ایسٹ انڈیا ریلوے کے ملازموں کی ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ شروع شروع میں ہڑتال کرنے میں ہندوستانیوں کو ناکامیابی ہو۔ لیکن ان ناکامیابیوں سے مایوس ہرگز ہونا چاہئے کیونکہ رفتہ رفتہ یہ تحریک مضبوط ہوتی جائیگی اور نتیجہ نیک دکھلائیگی" صفحہ ۷ کالم ۱

اس مغویانہ تحریر کے بد نتائج پر ہم گورنمنٹ کو توجہ نہیں دلاتے۔ کیونکہ گورنمنٹ ہماری توجہ دلانے کی محتاج نہیں بلکہ وہ خود ہی سب کچھ وہ وہ نشیب و فراز جانتی ہے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہوں۔ البتہ اپنے ملک کے معزز اخبارات وطن۔ پیسہ۔ وکیل۔ سناتن دھرم۔ البشیر۔ روزگار وغیرہ کو توجہ دلاتے ہیں کہ اس تحریر کو ذرہ غور سے سوچیں کہ اسکا مآل اور نتیجہ راقم مذکور نے کیا سوچا ہے؟ اور وہ کہاں تک پہونچتا ہے۔ کیا یہ گورنمنٹ کے ملازموں کو ہڑتال کرنے کی ترغیب اور تحریک نہیں ہے کیا گورنمنٹ کے ملازم اگر اس مغویانہ تحریر پر عمل کریں تو گورنمنٹ ایک منٹ کے لئے بھی ہندوستان پر قبضہ رکھ سکتی ہے؟ غرض جو کچھ اس مغویانہ تحریر کے بد نتائج ہیں پورے سڈیشن کی ذیل میں آتے ہیں۔ گورنمنٹ سے ہماری التجا ہے کہ

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کار آساں کن

ahmadimuslim.de